Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 39, Sr.No.110, 2018 pp 53 - 68

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۹، جنوری۔مارچ ۲۰۱۸ء، شمارہ ۱۱۰

عظیم کشمیری صوفی شاعر اور مبلغ اسلام شیخ نور الدین رشیؒ

☆ ڈاکٹر نصرت نثار

Abstract:

Sheikh Noor-ud-Din Wali is considersed as the living symbol of Kashmir and the guiding light for its peopole. Kashmiris recognise him as the Alamdare-Kashmir (the standard bearer of Kashmir). As a saint, revolutionary patriot and poet, He has exerted enormous influence on the beliefs and mental thinking of the people of happy valley. His thoughts have moulded the minds of generations for mroe than seven centuires, establishing a culture of utmost religious tolerance with an abiding faith in the omnipresence of God. No other saint, King, scholars or politician of Kashmir has recieved such national admiration as Sheikh Noor-ud-Din. He was committed to develop a society based on moral values for from exploitation and opperssion.

Keywords: شیخ نور الدین رشیؒ۔ رشی۔ صوفی۔ ترک دنیا۔ کلام شرک۔ مشعل راہ۔ کشمیری قرآن۔

شیخ نور الدین رشیؒ کشمیر کی تہذیب و ثقافت اور اعلیٰ شعور کی ایک زندہ علامت ہے۔ وہ چودھویں صدی کے ایک وضع دار شاعر ہے جن کو لوگ عقیدت سے ''شیخ العالم'' بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے کشمیر کی روزمرہ زبان کو نہ صرف ایک مقام عطا کیا بلکہ کشمیری شاعری کو ایک سدا بہار طرح دیا اور عوام میں اس زبان کو مقبول بنانے کے لئے کشمیری قوم کو ایک مخصوص سوچ عطا کی۔ بقول شفیع شوق:

☆ انچارج/اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ کشمیریات، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

''اسلوب کے تجربوں کی بنیاد پر ہم اس کو پہلا جدت پسند عوامی شاعر بھی کہہ سکتے ہیں جو اپنی زندگی میں ہی مقبول ہوئے اور ان کا کلام تحریر میں بھی لایا گیا اور کشمیریوں کے عقیدے کا حصہ بن گئے حتیٰ کہ ان کے کلام کو ''کشمیری قرآن'' بھی کہا گیا۔ وہ اپنے عہد کے ایک عظیم انقلابی رہنما تھے جنھوں نے سیاسی اور سماجی جبر کے خلاف بغاوت کی'' (1)

شیخ نورالدین ایک رشی تھے۔ رشی اصل میں سنسکرت لفظ رشی جس کا مطلب ایک ایسا بزرگ جس کا (Vision) روشن ہوا ہو۔ اوتار کرشن رہبر لکھتے ہیں:

''وہ انسان جو حقیقت میں سچائی کا پجاری ہو۔ اور نازک سر و اسرار پر نظر رکھتا ہو۔ برصغیر کے مختلف حصوں میں زمانہ قدیم سے ہی ریشی موجود تھے مثلاً والمیکی بہت بڑے رشی تھے جنہوں نے رامائین لکھی ہے۔ کشمیر میں کشپ رشی تھے جنہوں نے کئی روایات کے مطابق ''ستی سر'' کو پُر کر کے خوبصورت وادی آباد کرنے کی کوشش کی ہے''۔(2)

برصغیر کے مختلف حصوں کی طرح رشیوں کا سلسلہ شروع سے ہی کشمیر میں بھی موجود تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ عمل، فکر اور طور طریقوں میں مقامی اثرات پڑتے گئے۔ اسی طرح شیخ نورالدین سے پہلے کے ریشیوں پر مختلف مذاہب کے اثرات تھے چونکہ شیخ نورالدین رشیؒ سے پہلے کشمیر میں اسلام کا بول بالا شروع ہو چکا تھا اس لئے شیخ نورالدین کے زمانے سے رشی تحریک نے ایک زوردار تحریک کی شکل اختیار کی۔ انہوں نے رشی فلسفے کو ایک نیا معنی، آہنگ اور تروتازگی بخشی ہے۔(3)

''رشی اصلاً ایک سنسکرت لفظ ہے جس کے معنی تارک الدنیا عابد کے ہیں۔ یہ لوگ جنگلوں اور غاروں میں رہ کر خدا کی عبادت میں ایک خاص وقت گزارتے تھے۔ نفس کشی، زہد و تقویٰ، ترک علائق اور تنہا نشینی ریشیوں کی خصوصیات ہیں۔ شیخ نورالدین رشی بھی انہیں بزرگوں میں سے ایک برگزیدہ ہستی ہیں۔ اور کشمیر میں انہیں ممتاز درجہ حاصل ہے۔''

شیخ نورالدین کے جد بزرگوار اوگراسنز کشتواڑ کے راجہ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے دو بیٹے بنی عماں کے ظلم سے تنگ آ کر کشمیر بھاگ گئے۔ اس خاندان کی ساتویں پشت میں ایک بندہ سلت سنز تھا۔ جس کا دل دنیا سے سیر ہو گیا تھا۔ وہ مُرشدِ باطنی کی تلاش میں بہت مُدت تک پھرتا رہا۔ آخر موضع کولگام میں سید حسین سمنانی کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ مُرشد نے اس کو شیخ سالار کے نام سے نوازا اور وہ بھی رات دن مُرشد کی خدمت کرتا رہا۔ اور یہی سالار الدین بعد میں شیخ نورالدین رشیؒ کے والد بن گئے۔

G.N. Gouhar لکھتے ہیں:

" The ancestors of Shiekh Noor-ud-Din hailed from Kishtwar originally which was a tiny independent Kingdom but was latter annened by the Dogra ruler Maharaja Gulab Sing (1846-1851) with the State of Jammu & Kashmir. It now forms a sub-division within the district of Doda in Jammu Province. The fore fathers of the Shiekh were Rajputs who owned an estate in the independent Kingdom of Kishtwar".(4).

شیخ نورالدین رشیؒ کی والدہ سدرہ جس کو کشمیر میں عزت کے ساتھ سدر موج (ماں) کہا جاتا ہے نزدیک ہی گاؤں میں ایک چوکیدار کے یہاں اس کی شادی ہوئی تھی جس کے پہلے سے دو بیٹے تھے لیکن جلد ہی بیوہ ہوئی اور ان دونوں بیٹوں کو خوب پالا۔ وہ گاؤں کے بزرگ یاسمن رشی کے پاس آتی جاتی تھی۔ انہوں نے اس کو شیخ سالارالدین کے ساتھ شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ ان کے ہاں ایک ہی بیٹا پیدا ہوا اور جس کا نام شیخ نورالدین رکھا گیا۔

بابا نصیب الدین غازی کے نورنامے میں ان کی پیدائش کے حوالے سے یوں درج ہے:

''چناں آوردند کہ از ہجرت سید کائنات آسنہ ہفت صد و ہفتاد و نہ بود کہ حضرت شیخ نورالدین تولہ شد''

G.N. Gouhar لکھتے ہیں:

"It is reported that Sadra gave birth to a Son on the 10th Zilhaj in A.D 1377 in the Kaimoh Village."(5).

شیخ نورالدین رشیؒ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مادرزاد ولی تھے۔ وہ جب پیدا ہوئے تو انہوں نے دو دن تک دودھ نہیں پیا۔

عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں:

''مشہور ہے کہ شیخ نے تین دن تک اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ نہیں پیا۔ اسی اثنا میں للہ

عارفہ (بہت بڑی صوفی شاعرہ) یہاں پہنچی اور بچے کو گود میں لے کر کہا۔

''ینہ منہ چھوک نہ تئہ چنہ چھوک مندہ چھان''

ترجمہ: (اس دنیا میں آنے سے نہیں شرمائے تو پینے سے کیوں شرماتے ہو)۔للہ عارفہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے بچہ للہ عارفہ کے سینے سے دودھ پینے لگا۔

شیخ نورالدین رشیؒ میں بچپن سے ہی پیرانہ صفات کا اظہار ہوا۔للہ عارفہ کو وہ اپنی روحانی ماں کا درجہ دیتے تھے۔ان کے کہے ہوئے الفاظ نے ان کی زندگی کی سمت کا تعین کیا۔جب شیخ چار سال کے ہوئے والدہ نے ایک اخوند کے پاس تعلیم کے لئے بھیجا۔استاد نے حروف تہجی لکھ کر ان کے سامنے رکھے۔شیخ الف پڑھ کر چپ چاپ بیٹھے۔استاد نے ان کی خاموشی توڑنے کے جتن کئے لیکن شیخ نے لب نہ ہلائے۔آخر استاد کے اصرار سے یوں گویا ہوئے۔اے معنی سے بے خبر اور وجد و حال سے نا آشنا جب تو نے الف کہا تو میں الف پڑھا۔اور اُس سے احد مراد لیا اور اُسے دیکھا۔با کے حرف سے دوئی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اسی لئے میں نے اس سے انکار کیا، لیکن تجھے کون سمجھا دے۔استاد یہ سن کر متعجب ہوا اور والدہ بھی حیران ہوئیں۔شیخ سے کہا بیٹے ایسی باتیں چھوڑ علم حاصل کر علم ادبدی سرمایہ ہے اس سے محروم نہ رہ (6)

شیخ نورالدین بڑے ہوتے گئے۔اُن کے والد جو کہ پہرہ داری کا کام کرتے تھے۔اس میں انہوں نے کوئی دلچسپی نہ دکھائی اُن کے سوتیلے بھائی پہرے داری کی آڑ میں چوری کرتے تھے۔والدہ نے شیخ کو اُن کے ساتھ جانے کی تلقین کی۔وہ انکو اپنا کاروبار سکھانا چاہتے تھے۔مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔بلکہ شیخ نورالدین رشی اُنکو مختلف طریقوں سے اس کام سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ایک دفعہ کتوں کی آواز سن کر بھائیوں سے کہا۔

آنگن ناد کران ہو نو   وو با ووتئہ لون بالون

یم ییتہٓ ووتم تتہِ لونو   ہون چھے دپان ووباوو

(ترجمہ: صحن میں کتا رٹ لگا رہا ہے کہ جیسا بوئے گا ویسا ہی پائے گا جس نے یہاں بویا اُس نے وہاں (دوسری دنیا میں) فصل کاٹی۔کُتا کہ رہا ہے کہ جیسا بوئے گا ویسا پائے گا۔

والدہ نے مختلف جگہوں پر کام سیکھنے کے لئے بھیجا، لیکن ہر جگہ اُنکو ایمانداری اور فہم و فراصت کی باتیں سناتے تھے جو کہ اُنکے سمجھنے کی نہیں تھیں تو واپس گھر آتے تھے۔

شیخ نورالدین چونکہ بچپن سے ہی خلوت پسند تھے۔اور اکثر اپنے دھیان میں ہی رہتے تھے۔عموماً

تنہا بیٹھتے، وجد و حال میں غرق رہتے تھے۔ شفیع شوق لکھتے ہیں۔ دنیا داری کے ساتھ محبت بڑھانے کے لئے اُنکی شادی کر دی گئی، دو بچے ہوئے، ایک بیٹا ایک بیٹی مگر بچوں کی پیدائش کے بعد بھی اُنہوں نے اپنا مزاج نہیں بدلا۔ وہ بدستور روحانی مسئلوں، کائنات کے اسرار اور نجات کے امکانات کے متعلق مسلسل سوچتے رہیں۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس مادی دنیا کے ساتھ رہ کر دوسری دنیا کی حقیقتوں کا عرفان حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ چونکہ کشمیر میں کچھ عرصے کے لئے دنیا ترک کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا رشی روایت شروع سے ہی موجود تھی۔ اُنہوں نے بھی یہی راستہ اختیار کیا، اور اُنہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ یہ غار آج بھی موجود ہے۔

دنیا ترک کرنے اور غار پکڑنے کا واقعہ نہایت ہی دلدوز اور بے چین کرنے والا معاملہ تھا۔ والدہ، زوجہ اور بچوں کی محبت اور آگے آگے ایک ایسا مشن جس کو حاصل کرنے کی جستجو زیادہ پرکشش تھی۔ اُنکی والدہ کئی دنوں کی تلاش کے بعد غار تک پہنچتی ہے۔

G.N. Gauhar لکھتے ہیں:

"When his mother came to know about his wherabouts she went to that place. Alarmed by the suroundings in which her only son was passing his days, she warned him of the danger from the reptiles and beasts lurking about. The Sheikh, however, politely replied, "Snakes and rats are my kith and kin. A lengthy tete-a-tete is reported to have taken place between mother and son.(7)

گھر والوں نے بے تحاشا جتن کئے کہ وہ گھر واپس آئے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ گھر چھوڑنے کے کچھ عرصے بعد دونوں بچے بھی اس دنیا سے چلے گئے۔ شیخ نورالدین بارہ سال غار میں رہے جب وہ غار سے نکلے وہ ایک نیا وجود لیکر آئے تھے۔ انہوں نے اپنے لئے حق کی تلاش اور حق کو پانے کا راستہ حاصل کیا تھا۔ اُنہوں نے اپنی حساوی توانا پر فتح حاصل کی تھی۔ دنیا میں سچ کو ثابت کرنے میں مدد کرنا، دکھی انسانوں، مسکینوں اور ٹھکرائے ہوئے لوگوں کو کسی نہ کسی طرح راحت پہنچانا یہی وہ مقاصد تھے جن میں کامیاب ہونے کے لئے اُنہوں نے یہ محسوس کیا کہ انسان کو مادی دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اپنے ذاتی سکھ بھول کر تکالیف برداشت کر کے عمل میں مصروف رہنا چاہیے۔ سادگی اور صاف نیت اس کی پہلی شرط ہے۔

شفیع شوق اس بارے میں لکھتے ہیں۔

''جوراستہ شیخ نورالدین رشی نے اختیار کیا تھا۔ یہ ریشیت کا راستہ تھا۔ یہ راستہ روایتی مذہبی کٹر پسندی کے خلاف ایک خاموش بغاوت تھی۔ اس راستے میں سب برابر ہیں۔ رشی اپنے نفس پر قابو پانے کے لئے بہت سی جسمانی اذیتیں اُٹھاتے تھے۔ اور اپنے صبر اور برداشت کا امتحان لیتے تھے۔ شیخ نورالدین رشی نے قدیم ریشیت کا راستہ اختیار کیا۔ مگر اُنہوں نے رسالت پر بھی یقین لایا اور اس طرح وہ اسلامی ریشپت کے بانی بن گئے۔ اور لوگوں نے عقیدت سے شیخ العالم کا خطاب دیا۔ (8) شیخ نوالدین رشیؒ پورے کشمیر میں پھرے کوئی بھی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں اُنہوں نے اپنے قدم نہ رکھے اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے رہیں۔ کشمیر میں چاروں طرف اُنکی زیارتیں اور مختلف یادگاریں موجود ہیں۔ اُن کے بڑے بڑے مریدوں کی زیارتیں بھی موجود ہیں۔

اس حوالے سے شفیع شوق لکھتے ہیں:

''کیموہ غار سے نکل کر شیخ نورالدین رشی گاؤں گاؤں شہر شہر پھرے۔ بعض علاقوں میں کئی کئی سال ٹھہرے بڑے بڑے برہمنوں کو مشرف بہ اسلام کروایا اور اُن کے خاص مرید بن گئے۔ آخر میں جس گاؤں میں رحلت کر گئے وہی سے چرار شریف اُن کا جنازہ لایا گیا۔ اُن کے جنازے میں بے شمار لوگ اور اُس وقت کے حکمران زین العابدین (بڈ شاہ) بھی شریک تھے''۔ (9)

اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کشمیری زبان کے اس عظیم شاعر کو بادشاہ کے دربار میں بھی بہت احترام کیا جاتا تھا۔ اُنکی وفات کے بعد بھی اُنکو ہر عہد میں سرکاری احترام حاصل تھا۔ افغان دور میں اُن کے نام کا سکہ عطا محمد خان نے جاری کیا جس پر یہ عبارت درج ہے۔

سکہ شد روشن ز شاہ نوارلدینؒ
رائج از مخدوم قطب العارفین

" During his Tours the Sheikh made certain observations about some localities, their people and the enviorment and location of certain regions. Such comments

observations, in poetic form give a true picture of life in those localities and regions".(10)

شیخ نوارلدین رشی کی وفات کے حوالے سے مختلف مورخین کی مختلف آرائیں رہیں۔سب سے قدیم تاریخ بابا نصرالدین جوکہ جواُن کا مرید خاص تھا۔ وہ اُن کی تاریخ وفات یوں بناتے ہیں۔

''دوپ نصری ے تاریخ واگ
نندزوتھ گویاپایہ سراگ''

The Sheikh Passed away in Rupawan village on 26th Jami-ud-sani 842 A.H.., (Coresponding to A.D 1438)(11).

شیخ نورارلدین رشیؒ کی تعلیمات

شیخ نورالدین رشیؒ کا کلام''شرک'' کہلاتا ہے۔کیونکہ ان کا کلام فکروعمل اور دینی اُمور سے بھرپور ہے۔اُن کے کلام کوکشمیری قرآن کہاجاتا ہے۔شاہد بڈگامی لکھتے ہیں:

''شیخ نورالدین رشیؒ کے قلب وروح میں دین اسلام کی حقانیت کا جواعلیٰ ترین عرفان و وجدان موجزن تھا۔ وہ ان کے کلام میں بھرپور انداز میں نظرآتا ہے۔اُن کے کلام میں قرآن کریم،احادیث اورسنت رسول،فرمودات اہل بیت اطہاراور بشارت عظمی کے رموز جگہ جگہ موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمدار کشمیر کے کلام (شرک) کوکشمیری مسلمان قرآن کہہ کراس کی عظمت کااظہارکرتے ہیں۔''(12)

بارہ سال غار میں رہ کر بھی اُنکی نظر سماج کے ہر نمایاں و پوشیدہ پہلو پر رہی ہیں۔وہ نہ صرف شاعر، معلم،اورریشی تھے۔بلکہ ایک تاریخ ساز شخصیت ایک مبلغ ایک سماجی مصلح رہے ہیں۔کلہم طور پر وہ اپنی شاعری میں واحدانیت،موت کا خوف اورروحانی فلسفے کوسامنے لاتے ہیں۔

جی این گوہر لکھتے ہیں

"The Sheikh's Poetry is commonly known as Kashur Quran (The Kashmiri Quran). This is because the themes of his quatrains and poems resolve around some or the

other verse of the Quran That is also why his verses was given usual as Kashmiri equivalent is also why his Hadith". (13)

ڈاکٹر حامدی کاشمیری شیخ نورالدین رشیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ’’قلندرانہ شان رکھنے والا یہ مرددرویش نہ صرف درویش ہی تھا۔ بلکہ بہت بڑے مبلغ، عالم دین اور سوشل ریفارمر بھی تھے۔اس کے علاوہ شاعری کی ایک خاص صنف ’’شرک‘‘ کے موجد بھی ہیں۔اُنکی شاعری کے خاص موضوعات تزکیہ نفس موت حیات، قیامت کے منظر، قرآن کے اُصولوں اور اسلام کے اُصولوں پر مبنی ہیں۔کشمیر کے ادب کے آسمان کا یہ جگمگاتا ستارہ ہمیشہ چمکتا رہے گا۔‘‘(14)

شیخ نورالدین کا مقصد صرف اشعار کہنا ہی نہیں تھا۔بلکہ خوف خدا، دنیا کی ناپائیداری، نفس کی گمراہی، عبادت، اور ریاضت کی لذت، ترک دنیا کے معاملے میں اور اخلاق بلندی حاصل کرنے میں جو تجربے اُن کو کرنے پڑے اُن کو بیان کرنا اور لوگوں کو سمجھانا اُنکا مقصد تھا۔

G.N. Gauher لکھتے ہیں:

"The Sheikh had a mission to make illitrate folk understand the fundamentals of islam in a Simplest from. To address this objection, he used vernacular as a mediums of expression and people bereft of any scholastic taste and tongue understood his menage vey earlier. He composed his verses in tune with the Quranic infections and the core truth of revealed verses got communicated to common manes with and any linguidtic or metaphoric twist. (15).

شیخ العالم کے زمانے میں کشمیر میں اسلام اپنے پرتو لے کر آیا تھا۔جس نے انکے تخیل کو مزید جلا بخشی تھی۔اور وہ ان خیالات کو نہایت خوبصورت انداز میں عرفان اور ہدایت و فیضان کا رنگ دے کر لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔وہ اللہ تعالی کی وحدانیت کے قائل ہیں۔وہ یہ نہیں کہ وہ ایک نعرہ بلند کرتے ہیں۔بلکہ ذاتی

تجربے کی بنیاد پر دل کی گہرائیوں سے محسوس کرتے ہیں۔اور وہ اپنے سرواسراران سے ہی اظہار کرتے ہیں۔

کنہرے بوزکھ گنہ نوروزکھ

امی کنزن کوتاہ دیت جلاو

عقل تہ فکر تو ر کوت سورکھ

کمی مالہ چیتھ ہوک ستۂ دریاو

اُن کی نظر میں ہر فرد برابر ہے۔وہ رنگ، ذات پات، مذہب اور نسل کی بنیاد پر فرق کرنے کے خلاف ہے۔وہ ہر ایک کی بھلائی چاہتے ہیں۔جیسے کہتے ہیں۔

مسلمانن کیاہ و ہندین

کربند ن توشہ خدائے

وہ ظاہرداری دکھاوا، رسم ورواج کے برعکس مذہب کے اصل روح پر زور دیتے تھے۔وہ ناہموار اور بے وطیرہ ماحول میں علم اور اپنی روشنی سے ایک نیا رنگ بھرنا چاہتے تھے۔اُن کا کلام ایک ایسی عطر کی مانند ہے۔جو اپنی خوشبو سے ہر کسی کو معطر کر دیتا ہے۔جس کو مختلف فلسفوں کا نچوڑ بھی کہہ سکتے ہیں۔اور تار کرشن رہبر لکھتے ہیں۔

''اردگرد ماحول کی ناہمواری اور پراگندگی دیکھ کر اُن کا احساس زیادہ شدت محسوس کرتا تھا۔انسان کی بےچینی دیکھ کر وہ ایک مثالی انسان کے متعلق سوچنے لگے۔اور اسی سوال نے ان کو مختلف باتوں پر غور کرنے کی تحریک دی۔جن میں زندگی ،موت عشق، عمل، کردار، سیرت، بصیرت، آگہی، ذکر و فکر، اور معبود حقیقی اہم موضوع ہے۔اگر دیکھا جائے تو یہی وہ بنیادی عناصر ہیں جن کے اردگرد انسانی زندگی یا انسانیت کا دارومدار ہیں۔وہ اپنے باریک نکات کو منظر پر لاتے ہیں۔جو ہمیشہ تر و تازہ رہے گے مثلاً نیک اور اچھے اعمال'' (16)

نیک عمل شیخ نورالدین رشی کی اہم تعلیمات میں سے ایک ہیں۔اُن کا ایک مشہور شعر ہے۔

یُس کرگونگل ستے کراکرو

ترجمہ:۔جو استقامت کرے گا وہ پھل پائے گا۔

یعنی جو انسان کچھ حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل، اور عمل پیہم دکھائے گا۔ وہی کچھ حاصل کرے گا۔عمل کے بغیر کسی چیز کو تلاش کرنا، نیم کے درخت سے پھل تلاش کرنا

نیک عمل کے ساتھ ساتھ شیخ نورالدین رشی نیک اور بہتر کردار پر بھی زور دیتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں۔

کام کرود موہ، انکار چھے
دوزخی نار چھے دوان برائے
کریہ تہ کارن وندادار چھے

کام(شہوت) کرودھ(غصہ یا حرص) موہ(لالچ) اہنکار(جہالت،غرور،گھمنڈ) تمام برائیوں کی جڑ ہے۔اور یہ دوزخ کے آگ کو جلا دیتے ہیں۔اور کریہ(نیک عمل) اور اچھے کام ایک حثیت رکھتے ہیں۔

شیخ العالم نے مسلمانوں کے اوصاف تفصیل کے ساتھ اپنے کلام کے اندر بیان کئے ہیں ایک بہت بڑی صفت تزکیہ نفس شیخ نورالدین کے فلسفے کا دوسرا اہم پہلو ہے۔وہ نفس کو مارنے (قابو کرنے) پر زور دیتے ہیں۔نفس کو قابو میں رکھنا حقیقت سے ہرگز فرار نہیں ہے۔بلکہ نظم وضبط کو اُبھارنے کا اہم ذریعہ ہے۔بے قابو نفس شیخ العالم کی تعلیمات کے مطابق تمام مصیبتوں اور برائیوں کا منبع ہے۔وہ ذاتی تجربات کی بنیاد پر بھی اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔کہ نفس کو مارنا یا نفس کو قابو میں رکھنا آسان کام نہیں ہے۔یہ ایک بدمست ہاتھی کی طرح ہے۔جو بے قابو ہو کر تباہی پھیلاتا ہے۔

نفس میون مدہوس تے امی ہسی موگنم کوتاہ بل
ساسن منز چھے اکھد نوس تے نتہ امی ہیتی نم ساری نل
نفسے مرس تہ والے کھٹھ رودم تہ گئے
اتھ بیہ ہم تہ کیا ے کرتل رجنس ہٹے

"Self mortification is the cruse of meditation and subjugation of one's evil self lies the essence of mortification. The Sheikh has with vehemence, force and stress expossed the idea of surender of the evil self in various models and this idea is oft repeated in his poetry. However, at each time the frame of the idea looks new while preaching threre high ideas he has used the form of the first person in his expression and confined the consequences of the evil self to his own person"(17)

Alas! I am marred by my evil self it threw me into the ditch of darkness if it comes unders my grip I shall kill it with the sword.

پروفیسر کاشی ناتھ در لکھتے ہیں:

''شیخ نورارلدین رشیؒ نے اپنی شاعری کے لئے عام لوگوں کی زبان (کشمیری) کو اپنایا۔ اس سے پہلے دینیات کے لئے زیادہ تر سنسکرت یا عربی زبان استعمال کی جاتی تھی۔اس طرح اُنہوں نے لوگوں کے دل جیت لئے۔اور اپنا کلام گھر گھر پہنچایا۔اور ساڑھے چھ سو سال گزرنے کے بعد بھی کشمیر کے لوگوں کو آج بھی ازبر ہے۔(18) اپنی تعلیم کے ذریعے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کیا اور اُن کا کلام تمام فرقوں میں یکسانیت قائم رکھنے پر بھی زور دیتا ہے۔اور لوگ جوق در جوق اسلام کی طرف مائل ہوگئے۔کوئی زور زبردستی نہیں کی گئی۔ بلکہ یہ دل ملنے کی بات تھی۔اور کوئی بھی دیوار حائل نہیں تھی۔اسی لئے انہوں نے فرمایا۔

اَکس ماَلسِ ماجہ ہندین

تمن دے تراوتھ تہ کیاے

مُسلمانن کیا و ہیند ین

یہ تعلیم قرآن کے عین مطابق تھی۔

ساری مخلوق خدا ایک ہی خاندان ہے۔وہی محبوب خدا ہے جو اُس کے بندوں کے ساتھ پیار کرتا ہے۔

حضرت شیخ العالمؒ کے موضوعات مختلف اسلامی رنگوں سے بھرپور ہیں۔اور تمام موضوعات کا بنیادی مقصد انسان کو اپنی ابتداء کو یاد کرنا اور آخرت کا تصور اپنے سامنے رکھنا ہے۔انہوں نے غار نشینی کے دوران لوگوں کے لئے اپنے دروازے بند نہیں کئے۔اور اُس کے بعد بھی اپنی مقدس زندگی میں لوگوں کو وعظ و نصیحت اور تبلیغ کرتے رہیں۔وہ لوگوں کو سچائی کا راستہ دکھاتے رہیں۔اور اُس وقت تک ان کا کلام بہ طور نصیحت اور ہدایت جاری رہے گا۔جب تک کشمیری زبان زندہ ہے میر غلام رسول نازکی لکھتے ہیں۔

''جس طرح شیخ نورالدین رشیؒ نے اپنی زندگی میں ہدایت کا چراغ روشن کیا۔اسی طرح اُن کا یہ مشن اُنکے انتقال کے بعد بھی جاری رہا۔کشمیر کے تمام واعظ ان کے شاگرد ہیں۔اور تمام کشمیری اس بات کو جانتے ہیں کہ ان کا ایک ایسا پیغام ہے جو دلوں کو گرماتا ہے۔اور کوئی پیغام، موضوع ایسا نہیں ہے۔جو تزکیہ نفس

کرنے میں مددگار نہ ہے اور جس پر حضرت شیخ نے اپنی ہدایت محفوظ نہ کی ہو۔(19) نماز دین اسلام کا اہم رُکن ہے۔ اور بار بار تاکید کی گئی ہے اور اس کی وقت پر ادائیگی بھی ادا کرنا مطلوب ہے۔ قرآن مجید میں اس حوالے سے ارشاد ہے ''ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا''

کاریم کرن نماز گنذ ارن　　　نرہ تم یتھ سمسارس زاے
تاریم ترن نایم وو برن　　　لوک فاض دیکھ پانے خوداے

"The Nimaz according to the Quran is the discipline which seprates sin and vice and the Prophet has called it the Meraj for a believer. Hence the Sheikh's verses lay sufficient stress on the strict adherence to this basic discipline of Islam." (20)

نعت رسول مقبولؐ کے حوالے سے بھی شیخ نورالدین نے نہایت خوبصورت اور جامع انداز میں اپنا اظہار بیان کیا ہے۔ انہوں نے نہایت سادگی سے دل کی گہرائیوں سے یہ سرور قائم کیا ہے۔

اس شرک میں وہ ایک اعلےٰ مقام پر نظر رکھ کر سوچتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں پریشانی یہ نہیں کہ ہمیں نافرنی کے پاداش میں واصل جہنم کریں گے بلکہ یہ پریشانی ہے کہ رسول اللہؐ کے اُمتی ہونے کہ وجہ ہے کہ ہمیں اگر جہنم رسید کریں گے حضورؐ کتنے آزردہ ہوں گے اور لوگوں کو موقع ملے گا کہ وہ اُنہیں ''العیاذ باللہ'' کا طعنہ دیں گے۔ علامہ اقبال نے بھی قریب قریب یہی مضمون اسی رباعی میں بیان کیا ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر۔ روز محشر عذر ض یا　　　اگر باشد حسابم ناگزیز۔ از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

ایسا لگتا ہے کہ علامہ اقبالؒ اور شیخ نورالدین رشیؒ ایک ہی مقام پر کھڑے تھے۔ جب علامہ فرماتے ہیں۔

مقام فکر ہے پیمائش زمان و مکان
مقام فکر ہے سبحان ربی الا اعلےٰ

وہ بے عمل علم کے متعلق بھی خبردار کر دیتے ہیں اس کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اُس گدھے سے تشبیہ دی ہے۔ جس کے اوپر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو۔ کمثل الحمار یحمل اسفاراً شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

''آں تہی مغز را چہ علم و خبر کہ بروہیزم است یا دفتر''

شیخ نورالدین رشیؒ بھی قرآن مجید کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پران پران خالی پرگیہ خرگیہ کتابہ باری ہیتھ
یم ولہ نش باخبر گیہ تم نرگیہ تازہ تر لکتھ کیتھ

شیخ نورالدین نے ذکروفکر پر نہایت حسین انداز میں اپنا ردعمل ظاہر کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں

ذکرے ستین پورم اللہ فکرے ستین سپدس کولو
دِلے یامتھن سوروم اللہ بوزم خانیما تولوا

مختلف حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں بھی ریاکاروں اور روحانی دسوداگروں کا بازار گرم تھا۔اس وجہ سے شیخ نے ایسے لوگوں سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔

نیبر شوبلی اندر شومی ممبران کھسن تہ کری کری کار
ملے دِپی زتہ مولوی رومی نتہ ملہ ڈیشتھ پرزہ استغفار

صبروتحمل جوانسان کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کا سب سے بہترین عمل ہے۔اور قرآن پاک میں بھی بار بار اسے متعلق اللہ تعالی انسان کو عمل پیرا ہونے کی ہدایت دیتے ہیں۔شیخ نورالدین رشیؒ فرماتے ہیں۔

ژُالن چھےُ وُزملہ تہ ترٹو ژالن چھے مدنین گنیہ گار
ژالن چھے پان کڈن گرٹو ژالن چُھے کھیون وُہت گار
ژالن چُھے پرتبس کرنہ اٹو ژالن منزاتھس ہیون نار

شیخ نورالدین رشیؒ ریاکاری کی مذمت کرتے ہیں مختلف حوالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں بھی ریاکاروں اور روحانی سوداگروں کا بازار گرم تھا۔اس وجہ سے شیخ نے ایسے لوگوں سے دور رہنے کی ہدایت کی ہے۔وہ فرماتے ہیں۔

شیخ نوارلدین رشیؒ بہت باکمال، خدا دوست بزرگ تھے۔جنھوں نے اپنی حیات میں ہی عام لوگوں کے دل جیتے تھے۔اورلوگوں کی عقیدت مندی حاصل کی تھی۔البتہ اس دوران اُنکو مکار، جعلساز،اور نام نہاد دینی مذہبی عالموں نے مختلف قسم کی تکلیفیں دی۔اذیت پہنچائی ۔اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ شیخ

نورالدین رشیؒ نہ صرف باکمال صوفی اور شاعر تھے۔ بلکہ سماجی اصلاح کار تھے۔ اُنہوں نے کٹر سماجی قاعدوں کے خلاف آواز اُٹھائی اور مذہب کے نام پر استحصال کرنے والوں کے خلاف نہ صرف نفرت کا اظہار کیا بلکہ بغاوت کا اعلان بھی کیا بے فکر ہو لکھتے ہیں۔ (21)

علم چھو پران معاشکہ ہاوسے
ژھلس چھوزاگان اِکس اکھ
ادچھو گُمانہ اسی چھ خاصے
تتہ نوموکلو ساسہ منزا کھ

کتابوں کا علم حاصل کر کے مغرور ہونا اور انسان کا اپنے محاسبے سے غافل ہونا بھی بڑی بربادی ہے۔ جب تک انسان کو علم کا غرور رہے گا تب تک وہ اصلی مقام تک نہیں پہنچے گا۔ اور شیخ نورالدین رشیؒ نے اپنے اس لافانی شعر (شرک) میں اس راز کو آشکارا کیا ہے۔ جو بہت ہی مشہور اور زبان زد خلائق ہے۔ البتہ عمل کم ہی ہوتا ہے۔

یتھ وادہالہ ژونگاہ کوہ زالے
تلہ کنہ زالیس علم تہ دین
کوہ کتھ تر اوتھ سو کتھ پالے
کل علم چھے الف لام میم شین

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے شیخ نورالدین رشیؒ نے اسلام کے بنیادی اُصولوں کو سامنے رکھ کر اور اُن پر عمل پیرا ہو کر لوگوں کے سامنے تعلیمات کی شکل میں لاتے ہیں۔ اس طرح اُنہوں نے عام لوگوں اور اسلام کے درمیان کھڑی دیوار کو گرا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُن کا ایک اور بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ اسلام لوگوں تک مقامی زبان اور مزاج کے مطابق پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ وہ عام زبان میں بات کرتے ہیں"۔

شیخ نوارلدین رشیؒ نے وہ زبان استعمال کی جو لوگوں کے دلوں کے نزدیک ہے۔ جو اُنکے احساسات اور جذبات کو بیدار کرنے کا سلیقہ رکھتی ہے۔ اور اس زبان میں جو اُن سے بات کرتا ہے۔ وہ اُس کو اپنا سمجھتے ہیں۔

"As the Patron saint of this region, Sheikh Noor-ud-Din provided the guiding light to the seekers of Absolute truth, as a popular mass leader, he made non violence and religious tolerance and as an able organiser, he built caders of his organisation in every part of Kashmir. He provided a new dimension to one cultural traditions at a critical juncture were they faced suffocation. He proved a savior of Kashmiri language at a time when persain posed a potential threat to it's very existence. His multidimensional personality was loved by people belonging to all religions and sects.(22)

☆☆☆☆

حوالہ جات

1 کاشرادبک تواریخ۔ شفیع شوق۔ کشمیری ڈیپارٹمنٹ سری نگر یونیورسٹی جموں کشمیر۔۲۰۰۲،ص۵۴۔

2 نندہ ریوش۔اوتار کشن رہبر۔جموں وکشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر ۲۰۰۳۔ص۔ 185

3 کاشرادبک تواریخ۔ شفیع شوق۔ کشمیری ڈیپارٹمنٹ سری نگر یونیورسٹی جموں کشمیر۲۰۰۲۔ص۵۷۔

4. Sheikh Noor-ud-Wali G.N. Gauhar Sahitya Akademi.New Delhi-P-16

5. Ibid.

6 کشمیری زبان اور شاعری، جلد دوم۔عبدالاحد آزاد۔جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز سری نگر۲۰۰۵ ص۔۳۰۔

7. Kashmir Mystic thought. G. N. Gauhar, Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p. 168.

8 کاشرادبک تواریخ۔ شفیع شوق۔ کشمیری ڈیپارٹمنٹ سری نگر یونیورسٹی جموں کشمیر ۲۰۰۲۔ص ۶۰۔

9 ایضاً۔

10. Sheikh Noor-ud-Din G.N. Gauhar Sahitya Akademi.New Delhi-P-109.

11. Ibid 12. Ibid

13 علمدار۔ڈاکٹر حامدی کاشمیری۔مرکز نور شیخ العالم چیئر کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔ ۲۰۰۵ ص ۵۸۔

14. Kashmir Mystic thought. G. N. Gauhar, Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p. 168.

15 علمدار۔ڈاکٹر حامدی کاشمیر۔مرکز نور شیخ العالم چیئر کشمیر یونیورسٹی سرینگر ۲۰۰۵،ص، ۵۹۔

16. Kashmir Mystic thought. G. N. Gauhar, Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p. 180.

17 ننده ریوش۔رسالہ شیرازہ۔مضمون پروفیسر کاشی ناتھ ور جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر ۲۰۰۵ ص۔۵۰۔

18 ننده ریوش۔کاشر واعظ۔غلام رسول نازکی ں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سری نگر ۲۰۰۵ ص۔۲۰۴۔

19. Sheikh Noor-ud-Din G.N. Gauhar Sahitya Akademi.New Delhi-P-26.

20 علمدار۔ڈاکٹر شاد رمضان۔مرکز نور شیخ العالم چیئر کشمیر یونیورسٹی سرینگر۔ ۲۰۰۵ص ۱۰۵۔

21. Kashmir Mystic thought. G. N. Gauhar, Gulshan Books, Srinagar, Kashmir, 2009, p 192. .